نکاح نامے میں بیوی کو حج کروانے کی شرط لکھنا

مجیب: مولانا محمد انس رضا عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-3457

تاریخ اجراء: 05 رجب المرجب 1446ھ / 06 جنوری 2025ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

نکاح کے وقت یہ لکھنا کہ میں ہونے والی بیوی کو حج کرواؤں گا، کیا یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اگر حق مہر کے طور پر یہ بات لکھوائی جائے کہ شوہر بیوی کو حق مہر میں حج کروائے گا اور اس کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز کو حق مہر نہ رکھا جائے کہ جو حق مہر بن سکتی ہو تو یہ درست نہیں کیونکہ حج کروانا حق مہر نہیں بن سکتا، لہذا اگر صرف اسی کو حق مہر کے طور پر لکھوایا گیا تو ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہو گا (یعنی عورت کے خاندان میں اس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہی اس کا قرار پائے گا)۔ اور اگر حق مہر علیحدہ سے اس چیز کا مقرر کیا گیا کہ جو شرعا حق مہر بن سکتی ہے، اور پھر ساتھ میں علیحدہ سے یہ بات لکھوائی گئی کہ شوہر، بیوی کو حج کروائے گا تو اس میں حرج نہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے "جو چیز مال متقوم نہیں وہ مَہر نہیں ہو سکتی اور مہر مثل واجب ہو گا، مثلاً مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر تک خدمت کرے گا یا یہ کہ اسے قرآن مجید یا علمِ دین پڑھا دے گا **یا حج و عمرہ کرا دے گا** یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہوا اور مہر میں خون یا شراب یا خنزیر کا ذکر آیا یا یہ کہ شوہر اپنی پہلی بی بی کو طلاق دے دے تو ان سب صورتوں میں مہرِ مثل واجب ہو گا۔" (بہارِ شریعت، حصہ 7، صفحہ 65-66، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مہر مثل کی تفصیل بہار شریعت میں یوں ہے "عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو، وہ اس کے لیے مہرِ مثل ہے، مثلاً اس کی بہن، پھوپی، چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لیے مہر مثل نہیں جبکہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو، مثلاً اس کے باپ کی چچازاد بہن ہے تو اس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہے اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لیے مہر مثل ہے وہ کن امور میں اس جیسی ہو ان کی تفصیل یہ ہے:

عمر، جمال، مال میں مشابہ ہو، دونوں ایک شہر میں ہوں، ایک زمانہ ہو، عقل و تمیز و دیانت و پارسائی و علم و ادب میں یکساں ہوں، دونوں کو آری ہوں یا دونوں ثیب، اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے، مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے۔ عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے، بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت کی تھی، دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں۔ اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو، جس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہو سکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو، اُس کا مہر اس کے لیے مہرِ مثل ہو گا۔" (بہارِ شریعت، حصہ 7، صفحہ 72، 71، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net